61

کپتان:۔ عیسائیت کا بھی یہی لفظ خیال ہے۔

حضرت:۔ نہیں۔ عیسائیت میں بجز زنا کے طلاق نہیں ہے اسلام میں یہ شرط نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایسے حالات میں بھی طلاق تجویز کرتا ہے۔ جہاں دونوں کی زندگی امن میں نہ ہو۔

کپتان:۔ کیا ہمیشہ طلاق ہی ہوگا۔

حضرت:۔ نہیں میں نے تو بتایا ہے۔ کہ معاشرتی امور کی اصلاح کے مدارج ہیں۔ پہلے تعلیم ہے پھر تفہیم ہے۔ پھر حکماً من اہلہ و حکماً من اہلہا کے بعد طلاق ہے۔

کپتان:۔ ایسا قابل جج کون ہے۔

حضرت:۔ دنیا کی دوسری عدالتوں میں آخر جج فیصلہ کرتے ہیں یا نہیں۔

کپتان:۔ مگر اس کمیشن کے لوگ رشتہ دار اور ایک گھر میں تو نہیں رہتے۔ جو صحیح رائے قائم کر سکیں۔

حضرت:۔ اس کی ضرورت نہیں۔ صحیح علم ہو جاتا ہے۔

کپتان:۔ کیا فیصلہ کے وقت وہ واقعات کا اندازہ اس دن سے کریں گے جبکہ وہ ان معاملات پر غور کرنا شروع کریں گے

حضرت:۔ نہیں وہ تمام حالات کا علم حاصل کریں گے جب سے کہ اختلاف شروع ہوا۔ اور وہ رشتہ دار ہونگے۔

کپتان:۔ کیا عورت اور مرد اس فیصلہ کے پابند ہونگے۔

حضرت:۔ نہیں اگر ان کا فیصلہ وقتی طور علیحدگی کا ہے۔ اور عورت مرد اکٹھے رہنے پر راضی ہیں۔ تو وہ رہ سکتے ہیں۔ اس فیصلہ سے صرف یہ ظاہر ہوگا۔ کہ دوسرے لوگ بھی اب یہی فیصلہ کرتے ہیں۔ کہ علیحدگی ہو جاوے۔

کپتان:۔ اس معاملہ میں احتیاط کی کیا صورتیں ہیں۔

حضرت:۔ میں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ کہ اسلام تو احتیاط کی تعلیم شادی سے بھی پہلے سے دیتا ہے۔ شادی کی غرض و غایت وہ نفسانی شہوات نہیں بتاتا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بہت سے لوگ دنیا میں خوبصورتی۔ دولت یا نسب کے سبب سے شادی کرتے ہیں۔ مگر مسلم تیری غرض و غایت دیندار عورت سے شادی کرنا ہے۔ پس جب انسان کا مقصد نفس شادی میں اعلیٰ درجہ کا ہو اور مادی مقصد نہ ہو تو اس میں خدا کا خوف اور ایک دوسرے کی کمزوریوں کو نظر انداز کرنا ہوگا۔

پھر دوسری بات یہ ہے۔ کہ شادی کے موقعہ پر ایک دوسرے کے فرائض سے ان کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ پھر تیسری بات یہ ہے کہ اسلام عورتوں کو دوسرے مردوں سے آزادانہ اور بے تکلفانہ ملنے کی اجازت نہیں دیتا۔

کپتان:۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔ یہ بہت اعلیٰ بات ہے۔

حضرت:۔ اسلام یہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ کوئی عورت کسی غیر محرم مرد کے ساتھ الگ کمرہ میں بیٹھے۔ اور نہ یہ اجازت ہے۔ کہ عورت اپنے جسم کے ایسے حصہ ظاہر کرے۔ جو انسان کے خیالات کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ علم النفس بتاتا ہے۔ کہ انسان کے خیالات ایک دوسرے پر منتقل ہوتے ہیں۔ اور آواز، آنکھ۔ اور حس لمس کے ذریعہ اپنے خیالات دوسرے پر ڈالے جا سکتے ہیں۔ اور دوسروں کے خیالات اس طریق پر ہم میں آسکتے ہیں۔ پس اسلام ان تین ذریعوں کے متعلق جو احتیاط ہو سکتی ہے۔ اس کی تعلیم دیتا ہے۔

آواز ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس پر حکومت نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ حکم دیا جائے۔ کہ کوئی مرد کسی عورت کی یا عورت کسی مرد کی آواز نہ سنے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ پھر یہ حکم دینا پڑیگا۔ کہ مرد اور عورت کلام ہی نہ کریں اور یہ ناممکن ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے۔ کہ عورت یا مرد ایسی آواز نہ سنیں جو جذبات پر مؤثر ہو۔ جیسے ایک دوسرے کے گانے کی یا میوزک وغیرہ۔

آنکھ کے متعلق انسان حکومت رکھتا ہے۔ کہ چاہے اسے کھولے یا بند کرے۔ اس لئے اس کو حکم دیا گیا۔ کہ وہ غض بصر سے کام لے۔ مدارج کے لحاظ سے مغربی ممالک میں جو شخص نیچی نگاہ رکھتا ہو وہ اچھا آدمی نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن جو شخص مذہب کی ہدایت کے ماتحت ایسا کرے گا۔ وہ بد دیانت نہیں ہوگا۔ گو مغربی ممالک کے لوگ اسکو پسند نہ کریں گے۔ مگر ہم کو خدا تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرنا ہے۔ لوگوں کی پسندیدگی یا نفرت مدنظر نہیں۔ لنڈن میں ایسا ہوتا رہا۔ اور غلط فہمی ہو سکتی تھی۔ مگر ہمارے سمجھانے پر ان کو علم ہو گیا۔ اور یہ حکم مرد اور عورت دونوں کے لئے یکساں ہے۔ عورت کو بھی حکم ہے کہ وہ اپنی نظر نیچی رکھے۔

کپتان:۔ اس کی وجہ کیا ہے۔

حضرت:۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ جب نفسانی خواہشات پیش آتی ہیں۔ تو آواز آنکھ۔ یا لمس کے ذریعہ خیالات کا اثر دوسرے پر ڈالا جا سکتا ہے۔ اور عورت یا مرد میں سے جو کمزور ہوگا۔ وہ اس کا شکار ہو جائیگا۔ اس لئے اسلام نے حفظ ماتقدم اور احتیاط کے طور پر علاج بتا دیا۔

کپتان:۔ سوال یہ ہے۔ کہ اس کی حفاظت کیونکر ہو

حضرت:۔ ان امور کا انسداد بیرونی قوانین سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مذہب سے ہوتا ہے یعنی مذہبی تعلیم اور خدا کا قرب انسان کو گناہ سے بچاتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ گناہ ایسی صورت میں دور ہوتا ہے۔ کہ انسان کو خدا تعالیٰ پر کامل یقین ہو۔ اور اس کا ایمان زندہ ایمان ہو۔ تب وہ گناہ سوز فطرت پیدا کریگا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

کہ جب ایک شخص یہ علم رکھتا ہے۔ کہ اس بل میں سانپ ہے۔ تو کبھی اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ یا شیر کے بھٹ میں نہیں جاتا۔ یا آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ اس لئے کہ اس کو یقین ہے۔ کہ فوراً جل جائیگا اسی طرح پر اگر خدا پر بھی ایسا ایمان ہو تو وہ گناہ کے نزدیک بھی نہیں جائے گا۔ کیونکہ اس کو ایک علم اور بصیرت پیدا ہو جائیگی۔ کہ گناہ ہلاک کر دینے والی زہر ہے۔ اور یہ یقین خدا پر انسان کو اس وقت تک پیدا نہیں ہوتا۔ جب تک وہ خدا کو نہ دیکھ لے۔ اور یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ سے وحی پاکر انسان آتے رہیں۔ ان لوگوں کا وجود ایک آیتہ خدا نما ہوتا ہے۔

بہت سے لوگ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ پہلے نبی جب آئے تو لوگوں نے ان کا انکار کیا۔ اگر ہم ہوتے تو ان کو قبول کرتے۔ مگر یہ نرا دعویٰ ہی ہوتا ہے۔ جب ایسے لوگوں کے پاس خدا کا نبی آتا ہے۔ تو بہت ہی کم ہوتے ہیں جو قبول کرتے ہیں۔

گذشتہ جنگ عظیم کی خبریں پڑھ کر ہر شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ میں اگر فلاں موقعہ پر ہوتا۔ تو ایسا کرتا۔ لیکن اگر وہ بھیجے جاتے تو عمل سے ثابت ہوتا۔ کہ بہادر نہیں۔ برستی ہوئی آگ کے نیچے کھڑے رہنا ہر ایک کا دل گردہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح پر خدا پر ایمان کی کیفیت ہے۔ اس وقت تو خدا پر ایمان صرف توریثی رنگ رکھتا ہے۔ ذاتی مشاہدہ کے ذریعہ نہیں۔ اس لئے ایسا ایمان ہر وقت خطرہ میں ہے۔ لیکن اگر ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ کریں تو کوئی چیز ہمارے ایمان کو ہلا نہیں سکتی۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ ہمارا ایمان توریثی نہیں۔ بلکہ ہم نے خدا کی صفات کو بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود کے ذریعہ مشاہدہ کیا۔ اور نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ اس کے ذریعہ اسکا تجربہ کیا۔ اور اب بھی یہ راہ کھلی ہے۔ جو چاہے اس کا تجربہ کر کے دیکھ لے۔

کپتان:۔ روزہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

حضرت:۔ خدا تعالےٰ نے بتایا ہے۔ اور تجربہ اور مشاہدہ ہمکو اس کے ماننے پر مجبور کرتا ہے۔ کہ جسم اور روح ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہیں۔ مثلاً اگر انسان کے دل میں کوئی افسوسناک امر ہو اور وہ رنجیدہ ہو۔ تو خواہ وہ کتنا ہی چاہے۔ اور کوشش کرے اس رنج اور غم کے آثار اس کے چہرہ پر نمودار ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی اگر دل میں خوشی ہو تو چہرہ پر مسرت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اس اصل کو مدنظر رکھ کر کہ جسم کے اعمال و حرکات کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ ہم روزہ کی حقیقت کو دیکھتے ہیں۔ روزہ میں انسان ایک وقت

یعنی صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک۔ ان جائز اور حلال چیزوں کے استعمال سے محض اس لئے بچتا ہے۔ کہ خدا نے ایسا حکم دیا ہے۔ جب وہ ایک ماہ تک اپنی ذاتی ضروریات کو ترک کرتا ہے۔ تو وہ گیارہ ماہ تک کیوں نہیں بچے گا۔ اور دوسروں کے اموال پر کیوں تصرف کرے گا۔ یقیناً اس ایک ماہ کا مجاہدہ آئندہ گیارہ ماہ تک کے لئے دوسروں کے حقوق تلف کرنے سے بچاتا ہے۔

دوسری بات یہ حاصل ہوتی ہے۔ کہ کسی چیز کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی جب تک کہ وہ کھوئی نہ جاوے۔ ایک آدمی جو آنکھیں رکھتا ہے۔ وہ دوسرے اندھے کی مصیبت کو نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن جب آنکھ جاتی رہے تو پتہ لگتا ہے۔ اس لئے روزہ ایک قسم کا کھونا اور پانا ہے۔ روزہ سے غربا کی مدد کی صحیح روح پیدا ہو جاتی ہے۔ بھوک پیاس کی حقیقت اور اثر کا پتہ لگتا ہے۔

کپتان:۔ کیا یہ روزہ تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔

حضرت:۔ جو مسلمان تندرست ہیں۔ اور بالغ ہیں ان کے لئے ضروری ہے۔ جو بیمار ہیں یا جو عورتیں حاملہ ہیں۔ اور جو دودھ پلاتی ہیں۔ ان کو رخصت دی گئی ہے۔ کہ وہ نہ رکھیں ایسا ہی مسافر کے لئے۔

کپتان:۔ عورت کو کس طرح شرارت سے بچا سکتے ہیں۔

حضرت:۔ میرے خیال میں تین باتیں ہیں۔ جن سے یہ بدی پیدا ہوتی ہے۔ اوّل۔ دوسرے لوگوں سے آزادانہ اختلاط۔ دوم مسیح کی تعلیم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا گیا۔ اور یہ عقیدہ بنا لیا گیا۔ کہ وہ ہمارے لئے مصلوب ہوا۔ اور کفارہ ہو گیا۔ اس عقیدہ نے گناہ پر دلیر کر دیا ہے۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ طلاق نہیں۔ میاں بیوی کے حالات اس حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ ان کو الگ ہو جانا چاہئے۔ اور عیسائی مذہب بجز زنا کے طلاق کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے اس کا ارتکاب ہونے لگتا ہے۔ اگر یہ تینوں باتیں ترک کر دی جائیں۔ تو مجھے یقین ہے۔ کہ اسلام کی صحیح تعلیم پر عمل کر کے اس میں اصلاح ہو جائے۔

کپتان:۔ کوئی اور اسباب بھی ہیں۔

حضرت:۔ ہاں ایک اور چوتھی بات بھی ہے۔ اور وہ شراب کا استعمال ہے۔ اور اخلاق کی صحیح کیفیت اور حقیقت نہیں سمجھی گئی۔ شراب کے کثرت استعمال نے لوگوں کے اخلاق کو بگاڑ دیا ہے۔ میں جب کثرت استعمال کا فقرہ بولتا ہوں۔ تو یہ مطلب نہیں کہ تھوڑی جائز ہے۔ شراب قطعاً جائز نہیں۔ اور اس کا تھوڑا استعمال بھی بداخلاقی اور بدکاریوں کی جڑ ہے۔ فلاسفروں نے اچھی یا بری چیز کا معیار نہایت غلط قائم کیا ہے۔ اور انہوں نے اس غلط معیار سے بدی کے پھیلنے میں مدد دی ہے۔ فلاسفر کہتے ہیں۔ کہ اچھی چیز وہ ہے۔ جس سے زیادہ خوشی پیدا ہو۔ اور بری وہ جس سے تکلیف اور نقصان ہو۔ اسی طرح خوشی اور ناخوشی کی تعریف نے مغالطہ میں ڈال دیا۔

شراب کے متعلق ان بزرگوں نے ایک اور غلطی کھائی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا نے جو بعض چیزوں سے روکا ہے تو بطور سزا کے روکا ہے۔ درحقیقت کوئی نقصان نہیں ان تمام غلطیوں نے ملکر شراب کی کثرت کر دی ہے۔ اور پھر اس سے جس قسم کے جرائم اور بدکاریاں پھیل رہی ہیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ اسلام نے اس کو منع کیا۔ اور حرام ٹھیرایا ہے اور اب واقعات دنیا کو مجبور کر رہے ہیں۔ کہ وہ شراب کی حرمت کو تسلیم کریں۔ جیسے امریکہ نے کیا ہے۔

کپتان:۔ حکماً من اہلہ وحکماً من اہلہا کی مزید تشریح فرمایئے

حضرت:۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ قرآن کریم انسانی فطرت اور طبعی تقاضوں کے پورا کرنے کی صحیح راہ بتاتا ہے۔ میں نے اس سفر انگلستان میں بہت سے مردوں اور عورتوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ الگ رہنا چاہتے ہیں۔ اور شادی سے بچتے ہیں۔ مگر یہ طریق غلط ہے۔ اور خدا کا پسندیدہ نہیں۔ خدا تعالےٰ نے عورت اور مرد میں ایسے طبعی جذبات اور خواہشیں پیدا کی ہیں۔ کہ ان کے پورا کرنے کے لئے ان کو مل کر رہنا چاہئے۔ اور وہ طریق شادی کا ہو سکتا ہے۔ دوسرا کوئی طریق تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ یہ تعلقات جو شادی کے ذریعہ پیدا ہوتے ہیں۔ پاک تعلقات ہیں۔ جن کے ذریعہ سے نہ صرف نسل انسانی ہوتی ہے۔ بلکہ سوسائٹی کے لئے وہ بہت سے برکات کا موجب ہوتے ہیں۔ اور انسان کو ارتکاب زنا کی تحریک سے بچاتے ہیں۔

شادی کے سلسلہ میں طبائع کا اختلاف اور بعض دوسرے اسباب ملکر کبھی ایسی صورت پیدا کرتے ہیں۔ کہ علیحدگی کے بغیر چارہ نہیں۔ اگر ایسی حالت میں عورت یا مرد جب چاہیں طلاق دے دیں۔ تو اس پاک رشتہ کی ہتک ہوتی اور امن اٹھ جاتا۔ قرآن مجید نے جہاں طلاق کی طبعی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ ساتھ ہی ایسے قواعد اور حدود اس کے لئے دئیے ہیں۔ کہ بلا وجہ استعمال نہ کیا جاوے۔ پس اس کا بہترین طریق یہی ہے۔ کہ جب میاں بیوی میں تنازعات بڑھتے جاویں تو ان کے رشتہ داروں اور عزیزوں میں سے دو فہیم آدمی ملکر اسباب کی تحقیقات کریں۔ اور فیصلہ کریں۔

کپتان:۔ ہو سکتا ہے۔ کہ کسی عورت اور مرد کو ایسی خواہش ہی نہ ہو۔

حضرت:۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ اور اس کا پتہ اس سے لگ جاتا ہے۔ کہ اگر وہ عورت ایسے لوگوں سے نہیں ملتی جو بدچلن ہیں۔ یا اپنی زینت کو ظاہر نہیں کرتی تو اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ کوئی خواہش نہیں۔ ایسا ہی مرد اگر کسی بری صحبت میں نہیں جاتا تو اس کے متعلق بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔

کپتان:۔ بعض وقت ایک نظر خیالات کو مسموم کر دیتی ہے۔

حضرت:۔ یہی توجہ ہے۔ کہ قرآن مجید غض بصر اور پردہ کا حکم دیتا ہے۔ جب چہرہ کو چھپا رکھنے کا حکم ہے۔ تو آنکھ کوئی اثر نہیں کرتی جب انسان خیال کرتا ہے۔ کہ وہ خوبصورت ہے۔ تو اس سے آگے خیالات کا سلسلہ چلتا ہے۔

کپتان:۔ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔

حضرت:۔ یہ آپ کا قصور نہیں۔ مغربی عادت کا اثر ہے۔ میرے مبلغین نے اولاً کہا کہ ہم مغرب میں شیک ہینڈ کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ عورتیں اس کو بڑی ہتک سمجھتی ہیں۔ مگر میں نے ان کو کہا۔ کہ میں اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے۔ کہ یہ اسلام کے خلاف ہے۔ ہم عورتوں کی عزت کرتے ہیں۔ مگر ہاتھ نہیں ملاتے۔ بڑی بڑی معزز عورتیں آتی رہی ہیں۔ اور ہم نے ہاتھ نہیں ملایا ہے پہلے تو یہ ان کو ایک ہلا دینے والی بات تھی۔ کہ وہ ہاتھ بڑھائیں۔ اور ہم پیچھے ہٹالیں مگر آخر ان کو سمجھ آ گئی۔ اور اب ایسی عورتیں پائی جاتی ہیں۔ جو خوب سمجھتی ہیں اور ہاتھ نہیں بڑھاتی ہیں۔ نہ صرف ہم سے بلکہ دوسروں سے بھی مصافحہ نہیں کرتی ہیں۔

اس لئے تم میں بہادر مرد اور عورتیں پیدا ہونی چاہئیں۔ اگر ایسی جماعت پیدا ہو جائے تو وہ اپنے ملک اور قوم کی بہت بڑی اخلاقی خدمت کریگی۔

کپتان:۔ مگر ہم لوگ شیک ہینڈ کرتے ہیں۔

حضرت:۔ یہی تو میں کہتا ہوں۔ ہماری اس تعلیم اور عمل سے لنڈن میں ہم نے چھوڑ دیا ہے یہاں بھی کوشش کرو۔ لنڈن میں ایک مسز پرل نو مسلمہ ہے۔ اس نے احمدیوں کا یہ امتیازی نشان بنایا ہوا ہے۔ کہ وہ مصافحہ نہیں کرتے وہ جب کسی مسلمان سے ملتی ہے۔ اور وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ تو سمجھ لیتی ہے۔ کہ احمدی نہیں اور اگر ہاتھ نہیں ملاتا تو یقین کر لیتی ہے۔ کہ یہ احمدی ہے۔ غرض اب یہ اثر وہاں اچھی طرح واضح ہو گیا ہے۔

کپتان:۔ میں آپ کے احمدیوں کی بہت عزت کرتا ہوں۔ اور یہ قابل تعریف ہیں اور ماننے کے لائق ہیں۔ مگر عورت کے پردہ کا سوال محض اعتقاد کی بات ہے۔

حضرت:۔ مغرب میں یہ معمولی بات ہے۔ کہ عورتیں غیر مردوں کے ساتھ چلیں پھریں اور ان کے ساتھ آزادانہ مخالطت رکھ سکیں۔ مگر مشرق میں اگر ایسا دیکھا جاوے۔ تو فوراً رائے بدل جاتی ہے۔ اور وہ عورت اور مرد

نہایت ذلیل اور بد اخلاق سمجھے جاتے ہیں۔ اور اس لئے کبھی یہ پسند نہیں کیا جاتا۔ مغربی ممالک میں یہ رواج ہے۔ کہ عورتیں اپنے دوستوں کے ساتھ باہر چلی جاتی ہیں۔ اور اس کے جو خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ وہ آپ بہتر سمجھتے ہیں۔ اس لئے یہ محض اعتقاد کا سوال نہیں رہ جاتا بلکہ پردہ ان تمام بد اخلاقیوں کے روکنے کے لئے بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اگر مغربی قومیں اس کے فوائد سے واقف ہو جائیں تو بہت سے لوگ اس کی تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

کپتان:۔ اگر عورت اور مرد میں اختلاف ہو۔ تو اس وقت عورت کو کیا حق حاصل ہے۔

حضرت:۔ عورت قاضی کے پاس جا کر خلع کی درخواست دے سکتی ہے۔ وہ اپنے مہر کی درخواست دے کر ڈگری لے سکتی ہے۔ نان نفقہ لے سکتی ہے۔ عام معاملات میں عورت اور مرد مساوات کے حقوق رکھتے ہیں۔ البتہ خانگی امور میں عورت مرد کے ماتحت ہے۔

کپتان:۔ کیا مذہبی نقطہ خیال سے وہ مساوی حقوق رکھتے ہیں۔

حضرت:۔ امور مذہبی میں دونوں مساوی ہیں۔

کپتان:۔ کیا یہاں عورتوں کے نقائص کی جلد اصلاح ممکن ہے۔

حضرت:۔ ہمارے خیال میں یہ اصلاح جلد نہیں ہو سکتی۔ اسلام عورت اور مرد دونوں کو زنا سے روکتا ہے۔ اسلئے عورت کا حق ہے۔ کہ وہ اپنے مرد کو زنا میں مبتلا نہ دیکھے۔

کپتان:۔ کیا کوئی اور پوئنٹ ہے۔

حضرت:۔ ہاں۔ ہمارے سلسلہ کا بانی خدا کی طرف سے اسلام کی حقیقت ظاہر کرنے کو آیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح نے ایک آنے والے کا وعدہ دیا تھا۔ اور اس کا نام مہدی اور مسیح رکھا گیا ہے اس کے آنے کا جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے وہ یہ ہے۔ کہ اس وقت مسلمانوں کی عملی حالت کمزور ہو چکی ہو گی۔ اور بھی نشانات بتائے ہیں۔ اور وہ سب کے سب نشانات اس زمانہ میں پورے ہو چکے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح نے دوبارہ آمد کے نشانات مقرر کئے ہیں۔ وہ بھی پورے ہو چکے ہیں۔ اس وعدہ کے موافق جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح کے ذریعہ سے دیا گیا تھا۔ ہم یقین کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس موعود کو ہمارے امام کی صورت میں پیدا کیا۔ اور وہ وعدے کے موافق مسیح موعود ہو کر آئے پھر خدا تعالیٰ نے تائیدی نشانات سے ان کی سچائی کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔

کپتان:۔ مسیح نے اپنے دوبارہ آنے کا ذکر کیا ہے۔

حضرت:۔ یہ سچ ہے۔ لیکن جب ہم انجیل کو دیکھتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ مسیح کے آنے کے وعدے سے اسکا اپنا آنا مراد نہ تھا بلکہ مسیح نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جب کسی شخص کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہو تو اس سے کیا مراد ہوتی ہے۔ ملاکی نبی کی کتاب میں ایلیا کے دوبارہ آنے کا وعدہ تھا۔ اور ان کو مسیح کے پہلے آنا تھا۔ مسیح کی آمد پر یہودیوں نے مسیح سے بھی سوال کیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ ایلیا کے دوبارہ آنے کا وعدہ یوحنا کے رنگ میں پورا ہوا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جب مسیح نے اپنے آنے کا وعدہ دیا۔ تو اپنا ہی آنا مراد تھا۔ بلکہ آنے والا موعود مسیح کی طاقت اور قوت میں آئے گا۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ مسیح نے صاف طور پر کہدیا ہے "مبارک وہ جو میرے نام سے آتا ہے۔ تم مجھے دوبارہ نہ دیکھو گے" اس کے بعد یہ خیال کیونکر آ سکتا ہے کہ مسیح خود دوبارہ آئے گا۔

پس وہ وعدہ کے موافق احمدؐ مسیح موعود ہو کر آیا ہے۔ اور مسیح کی سپرٹ لیکر آیا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سپرٹ لیکر وہ مہدی ہے۔ ہماری جماعت کا نام اس احمدؐ کے نام پر احمدی ہے اب دنیا کا امن اس پر ایمان لانے سے وابستہ ہے۔ کیونکہ اس کی تعلیم ہی حقیقی امن پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے ہم اس صلح کے شہزادہ کا پیغام دنیا میں پھیلاتے ہیں۔ اور اس کی اشاعت کرتے ہیں۔ مبارک وہ جو اسکو سنے اور قبول کرے۔

جہاں خدا نے مسیح موعودؑ کو بھیجا۔ اس کا نام قادیان ہے۔ وہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ جب اس نے دعویٰ کیا کوئی اس گاؤں کو جانتا بھی نہ تھا۔ اس وقت خدا تعالےٰ سے وحی پا کر اس نے شائع کیا کہ دور دور سے لوگ آئیں گے۔ چنانچہ باوجود خطرناک مخالفت کے لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ اور دنیا کے ہر طبقہ سے لوگ وہاں آتے ہیں۔ اور وہ چھوٹا سا گاؤں اب دن بدن ترقی کر رہا ہے۔ اور اپنی اصل حدود سے نکل کر ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک نئی آبادی نکل گئی ہے۔ اور دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہر حیثیت سے ترقی ہو رہی ہے۔ حضرت احمدؐ کسی مذہبی خاندان کے ممبر نہ تھے۔ اور نہ انہوں نے باقاعدہ مذہبی تعلیم حاصل کی تھی۔ ہاں وہ خدا تعالےٰ کے ساتھ بچپن سے ایک تعلق رکھتے تھے خدا تعالےٰ کی عبادت میں انہیں مزا آتا تھا۔ اور یہی ان کا شغل تھا۔ اس حالت میں کہ وہ ایک گمنامی کی زندگی بسر کر رہے تھے خدا نے ان کو کھڑا کیا۔ اور انہوں دعویٰ کیا۔ اور جس پر خطرناک مخالفت شروع ہوئی۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے۔ کہ تمام مذاہب کے لوگ میرے جھنڈے تلے لائے جائیں گے۔

اس وقت عام مخالفت ہوئی۔ مسلمان جس مہدی کے منتظر تھے۔ اس کا انہوں نے دعویٰ کیا۔ اور اس وجہ سے وہ مخالف ہو گئے۔ عیسائی ان کے مسیح ہونے کے دعویٰ کی وجہ سے بگڑے۔ ہندو اس لئے بگڑ کھڑے ہوئے۔ کہ انہوں نے کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور مخالفت کی یہی وجہ ہوئی۔ کہ انہوں نے تمام مذاہب کی غلطیوں کو ظاہر کر دیا۔ اور ان کو حقیقت کی طرف بلایا۔

نہ صرف اہل مذاہب نے مخالفت کی بلکہ گورنمنٹ بھی ان کے مہدی ہونے کے دعویٰ کیوجہ سے مخالف ہوئی۔ گورنمنٹ کے ذہن نشین تھا۔ کہ مہدی کا دعویٰ کوئی پولیٹکل حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اس نے بھی مخالفت میں حصہ لیا۔

ان تمام مخالفتوں میں جبکہ اپنے پرائے اور حکومت دشمن تھی۔ انہوں نے دعویٰ کیا۔ اور کوئی دکھ اور تکلیف ان کو اس سے ہٹا نہ سکا۔ اس حالت میں لوگوں نے ان کو قبول کرنا شروع کیا۔ اور وہ جو قبول کرتے تھے۔ ان کو ہر قسم کی تکالیف دی جاتی تھیں۔ بہت سے گھروں سے نکالے گئے۔ بیویاں چھین لی گئیں۔ جائیدادوں سے محروم کر دیا گیا۔ یہاں تک ہی نہیں۔ بلکہ مردہ کی لاش تک کو قبر سے نکلوا کر کتوں کے سامنے پھینک دیا۔ ایک رئیس نے ایک احمدی کی لڑکیوں کو چھین کر کنجروں کے گھر گانا سکھانے کے لئے بھجدیا۔ باوجود ان مشکلات کے پچاس ۵۰ ملکوں میں یہ جماعت پھیل گئی ہے۔ اور پھیل رہی ہے۔ اور اس کی تعداد ایک ملین کے قریب ہے۔ افغانستان میں پچاس ہزار کے قریب ہے۔ وہاں ہماری جماعت کے تین آدمی شہید کر دئے گئے ہیں۔ ایک کو امیر عبد الرحمٰن نے مروایا تھا۔ ایک جو بہت بڑا عالم تھا۔ اور ہزاروں مرید رکھتا تھا۔ اسکو امیر حبیب اللہ نے سنگسار کرا دیا۔ اور ایک نوجوان مبلغ کو ابھی ۳۱ اگست ۱۹۲۴ء کو اسی جرم میں کہ وہ احمدی ہے سنگسار کرا دیا گیا ہے۔ لیکن یہ باتیں ہماری جماعت کی ہمت اور حوصلہ کو پست نہیں کرتی ہیں۔ وہ اپنے ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔

کپتان:۔ کیا ہندوستان کی پولیٹکل تحریکوں میں سے کسی کے ساتھ آپ کا تعلق ہے۔

حضرت:۔ ہم ان تمام تحریکوں سے الگ ہیں۔ ہم ہندوستان ہی نہیں ساری دنیا کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور ساری دنیا میں امن اور صلح چاہتے ہیں۔ اور جو چیز ہم کو زیادہ پیاری ہے وہ یہی ہے۔ کہ

لوگ خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن جائیں تاکہ وہ حقیقی سکھ اور خوشحالی حاصل کریں۔

کپتان:۔ یہ بہت ہی دلچسپ حالات ہیں میں آپ کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔

اگر کوئی کتاب ہو تو مجھ کو دی جاوے۔

حضرت نے احمدؐ۔ احمدیت۔ اور تعلیم احمدؐ ہدیتہً عطا کیں۔ اور کہا کہ آپ والٹر کی کتاب احمدیہ موومنٹ بھی پڑھیں صہ٤

صہ٤ کپتان نے کہا۔ کہ کیا وہ آپ کا مخالف ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں وہ عیسائی ہے۔ مگر وہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔ اس پر کپتان صاحب شکریہ ادا کر کے رخصت ہو گئے۔ یہ ملاقات دو گھنٹے سے زیادہ دیر تک

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِرُ

وہی ہمارا کرشن

(حضرت امیر المومنین امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے قلم سے)

مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری سکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام نے یوم تبلیغ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں درخواست کر کے ایک مضمون مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت لکھوایا ہے۔ مولوی صاحب کی سعی قابل شکریہ ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس مضمون کی بکثرت اشاعت کی جائے۔ اس لئے الحکم میں بھی حضور کے قلم مبارک کا لکھا ہوا مضمون شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں (ایڈیٹر)

پیارے ہندو بھائیو! ہم ایک وطن میں رہتے ہیں۔ عام طور پر ایک ہی قسم کی بولی بولتے ہیں پرماتما کا روشنی دینے والا سورج ہم سب کو ایک سی روشنی دیتا ہے اس کا خوبصورت چاند ہم سب کو بغیر فرق کے محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ رات کا اندھیرا جب ساری دنیا پر چھا جاتا ہے۔ جب ہمارے اپنے حواس بھی ہم کو چھوڑ جاتے ہیں۔ اور دن کا تھکا ہوا جسم بے جان ہو کر چارپائی پر گر جاتا ہے۔ اس وقت خدا کے فرشتے اپنے پریم کے پروں کو پھیلا کر ہم سب پر اپنا سایہ کر دیتے ہیں۔ اور ہندو مسلمان میں فرق نہیں کرتے۔ ہمالیہ کی چوٹیوں پر پڑی ہوئی برف جب سورج کی گرمی سے پگھلتی ہے۔ اور دریاؤں کے پانیوں کو انکے کناروں تک بلند کر دیتی ہے۔ جب خوبصورت گنگا اور دل لبھانے والی جمنا اپنے اچھلتے والے پانیوں کو پیاس سے خشک شدہ کھیتوں میں لا کر ڈالتی ہیں۔ وہ کبھی بھی نہیں دیکھتیں کہ کون مسلمان ہے۔ اور کون ہندو۔ وہ آگ جو گند کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ اور انسانی دوزخ کو بجھانے کے کام آتی ہے۔ ہندو کی بھاجی اور مسلمان کے سالن پکانے میں اس نے کبھی فرق نہیں کیا۔ پھر جب پرماتما کی نعمتوں نے ہم سب میں کوئی فرق نہیں رکھا ہماری اس سے محبت کیوں فرق والی ہو۔ سوتیلے باپ اور سگے باپ کی محبت میں فرق ہو سکتا ہے۔ پر اپنے باپ کی محبت میں بچے کبھی فرق نہیں رکھتے۔ وہ آپس میں لڑ سکتے ہیں لیکن اپنے باپ اور ماں سے محبت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پر ہمیں کیا ہو گیا۔ ہم آپس کی لڑائیوں میں اپنے پرماتما کو بھی بھول گئے ہیں۔ ہم یہ بھی تو خیال نہیں کرتے کہ اس نے ہمارے گناہوں کو دیکھ کر بھی ہم میں فرق نہیں کیا۔ تو ہم اس کے احسان دیکھتے ہوئے اس سے فرق کیوں کریں؟ بیوقوف بچے جب آپس میں لڑ رہے ہوتے ہیں۔ ماں کی ایک آواز سن کر ایک دوسرے کا گلا چھوڑ کر ماں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ وحشی کبوتر تک جس کی فطرت میں آزادی ہے اپنے دانہ ڈالنے والے کی آواز کو سن کر اپنی آزادی کو بھول جاتا ہے۔ اور ڈربے کی تنگ اور تاریک جگہ پر اپنی بے قید پرواز کو قربان کر دیتا ہے۔ کیونکہ دانہ ڈالنے والے کی آواز کا انکار اس سے نہیں ہو سکتا۔ پھر اے پیارے ہندو بھائیو! کیوں تم اس آواز کی طرف دھیان نہیں کرتے جو تمہارے پرمیشور نے ساری دنیا کو اپنے گرد جمع کرنے کے لئے بلند کی ہے۔ کیا صرف اس لئے کہ وہ ایک مسلمان کے منہ سے نکلی ہے؟ مگر کیا تم بھول گئے ہو۔ کہ پرماتما کی کوئی چیز مقید نہیں ہوتی۔ ہندو اور مسلمان اور عیسائی سب نام بندوں کے ہیں۔ جب پرماتما کسی کو چن لیتا ہے۔ تو پھر وہ قوموں کے بندھن سے آزاد ہو جاتا ہے۔ وہ کسی خاص قوم کا نہیں رہتا۔ ہر قوم اس کی ہو جاتی ہے۔ اور وہ سب کا ہو جاتا ہے۔

اے ہندو بھائیو! اسی طرح اس زمانہ کا اوتار کسی خاص قوم کا نہیں۔ وہ مہدی بھی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی نجات کا پیغام لایا ہے۔ وہ عیسیٰ بھی ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کی ہدایت کا سامان لایا ہے۔ وہ نہہ کلنک اوتار بھی ہے۔ کیونکہ وہ تمہارے لئے ہاں اے ہندو بھائیو! تمہارے لئے خدا تعالےٰ کی محبت کی چادر کا تحفہ لایا ہے۔

تم پرانے بزرگوں کی اولاد ہو۔ تم کو بجا فخر ہے کہ تمہارے باپ دادے سب سے پرانی تہذیب کے حامل تھے۔ تم ایسے فلسفہ کو پیش کرتے ہو کہ تمہاری تاریخ اس سے پہلے کسی فلسفہ کو تسلیم ہی نہیں کرتی۔ مگر کیا تم ان پرانے جسموں کو اس پرانی روح سے خالی رکھو گے جو پرماتما کی طرف سے آتی ہے جو سب سے قدیم اور سب سے پرانا ہے؟ پرانی چیزیں قابل قدر ہوتی ہیں۔ مگر تبھی تک جبتک کہ ان میں جان ہوتی ہے۔ تمہارے ماں باپ جس قدر بوڑھے ہوتے جاتے۔ تم ان کی زیادہ عزت کرتے ہو۔ لیکن جب وہ مر جاتے ہیں۔ تم ان کو چتا پر لٹا کر جلا دیتے ہو۔ پس پرانی چیز قابل عزت ہے لیکن جب تک اس میں جان ہو۔ پھر تم اپنی پرانی اور قابل عزت چیزوں میں جان ڈالنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟

خدا تعالےٰ کا یہ قانون ہے۔ کہ جن کو وہ ایک دفعہ عزت دیتا ہے۔ ان کے ساتھ ہمیشہ تعلق نبھاتا ہے۔ اور اگر وہ اس کی طرف رجوع کرتے نیکی کی روح حاصل کریں۔ تو انہیں دوسروں سے زیادہ عزت بخشتا ہے۔ پس اگر تم کو قدیم تہذیب اور قدیم فلسفہ کا ورثہ ملا ہے۔ تو اسے خدا تعالےٰ کی روح سے زندہ کرو تاکہ وہ اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق شکل اختیار کر کے دنیا کے لئے فائدہ بخش بنے۔

پیارے ہندو بھائیو! زندہ اور مردہ میں یہی فرق ہوتا کہ زندہ زمانہ کے مطابق ترقی کرتا ہے۔ اور مردہ ایک حال پر رہتا ہے۔ اور آخر سڑنے لگ جاتا ہے کیا تم نے کبھی غور کیا کہ تمہاری بے توجہی سے تمہاری تہذیب اور تمہارے مذہب پر بھی زمانہ نے اپنا اثر ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ پرماتما کے مقابلہ پر تم میں کتنے دیوتا نکل آئے ہیں؟ ذرا اپنی کتابوں کو اٹھا کر تو دیکھو! کیا کرشن اور رامچندر نے بھی کسی مورتی کے آگے ماتھا جھکایا تھا؟ کیا وہ بھی کسی بت کے ماتھے پر سیندھور لگانے گئے تھے؟ کیا انہوں نے بھی شوجی اور پاربتی کے آگے ہاتھ جوڑے تھے؟ آخر پرماتما سے دوری اور غیروں کے آگے جھکنے کا خیال آپ میں کہاں سے آیا؟ کیوں اس کی محبت جو سب سے پیارا ہے سرد ہو گئی؟ اور آقا کی جگہ چاکروں کو دے دی گئی؟ آخر اس کا سبب کچھ تو ہونا چاہیئے۔ جو کام کرشن جی اور رامچندر جی نے نہ کیا تھا وہ آپ کیوں کرنے لگے؟ جس راہ پر مقدس اوتار نہ چلے تھے۔ آپ اس راہ پر کیوں چلنے لگے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی زندگی بخشنے والی تازہ باتوں سے آپ نے کان بند کر لئے۔ اور پرانے جسم کو تو چمٹے رہے مگر روح کو نکل جانے دیا۔ گلاب کا پھول جب تک ٹہنی پر رہتا ہے وہ کیسا خوشبودار ہوتا ہے۔ وہ کیسا تر و تازہ ہوتا ہے۔ وہ کیسا نرم اور نازک ہوتا ہے لیکن جب اسے اتار کر لوگ سینہ یا سر پر لگا لیتے ہیں وہ تھوڑی ہی دیر میں کیسا خشک اور سخت ہو جاتا ہے۔ اس کی خوشبو کس طرح اڑ جاتی ہے۔ آخر اس کی وجہ اس کے سوا کیا ہے کہ وہ اس زندگی بخشنے والے تعلق سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ جو اس کی سب تازگی کا موجب تھا۔ اسی طرح اے پیارے بھائیو! فلسفے اور مذہب اچھی چیزیں ہیں۔ مگر ان کی سب

خوبصورتی اسی وقت تک رہتی ہے۔ جبتک ان کی جڑ اس زندگی بخشنے والے درخت سے ملی رہتی ہے۔ جسے پرماتما کہتے ہیں۔ جب اس پھول کو اس سے جدا کر لیا جاتا ہے۔ اس کی سب خوبصورتی خاک میں مل جاتی ہے۔ وہ اصلی پھول اتنا خوبصورت بھی تو نہیں رہتا جتنا کپڑے یا کاغذ کا بنایا ہوا پھول۔

پس اے بھائیو! آپ لوگوں کو روحانی زندگی کے بارہ میں جو کچھ پیش آیا ہے۔ صرف اس تعلق کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ اگر کرشن جی اور رامچندر جی کی طرح ان کے بعد آنے والے لوگ بھی پرماتما سے تعلق رکھتے۔ تو کبھی یہ نوبت نہ پہنچتی کہ خدا تعالےٰ کا اونچا آستانہ چھوڑ کر مقدس رشیوں کی اولاد بتوں اور دیویوں کے آگے جھکتی پھرتی جس ماتھے کو خدا تعالیٰ نے چومنے کے لئے بنایا تھا۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔ کہ وہ اپنے سے بھی ادنیٰ چیزوں کے آگے جھکتا ہے۔ وہ نظریں جو اونچا اٹھنے کے لئے بنی تھیں۔ افسوس کہ پاتال کی طرف جھکی ہوئی ہیں۔ مگر کیوں؟ کیا اس لئے کہ ان کے لئے اور صورت ممکن نہیں؟ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ کیا خدا کرشن اور رامچندر کی اولادوں اور سیوکوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ چنانچہ اس نے ہندوؤں کی ترقی اور اصلاح کے لئے نہہ کلنکی اوتار کو بھیجا ہے۔ جو ٹھیک اس زمانہ میں آیا ہے جس زمانہ کی کرشن جی نے پہلے سے خبر دے رکھی تھی۔ اس نے خدا تعالےٰ کے تازہ نشانوں سے دنیا کو خدا تعالےٰ کے زندہ اور قادر ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔ ایسا ثبوت کہ کوئی شخص اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور اب ہر شخص جو پرماتما سے محبت کرنا چاہتا ہو اس کے ذریعہ سے اپنے ایشور سے مل سکتا ہے۔ اور ان انعاموں کو حاصل کر سکتا ہے جو پرانے رشی مُنی حاصل کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ہمارا خدا بخیل نہیں کہ ایک کو دے اور دوسرے کو نہ دے۔ اور نہ اس کا خزانہ محدود ہے کہ جو کچھ پہلے کر سکتا تھا اب نہیں کر سکتا۔

اس نہہ کلنکی اوتار کا نام **مرزا غلام احمد** ہے۔ جو قادیان ضلع گورداسپور میں ظاہر ہوئے تھے۔ خدا نے ان کے ہاتھ پر ہزاروں نشان دکھلائے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے وہ پھر دنیا کو انصاف اور عدل سے بھرنا چاہتا ہے۔ جو لوگ ان پر ایمان لاتے ہیں۔ ان کو خدا تعالےٰ بڑا نور بخشتا ہے۔ اور ان کی دعائیں سنتا ہے۔ اور ان کی سفارشوں پر لوگوں کی تکلیفوں کو دور کرتا ہے۔ اور عزتیں بخشتا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان کی تعلیم کو پڑھ کر نور حاصل کریں۔ اور اگر کوئی شک ہو تو پرماتما سے دعا کریں۔ کہ اے پرماتما! اگر یہ آدمی جو تیری طرف سے ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو نہہ کلنک اوتار کہتا ہے اپنے دعوے میں سچا ہے تو اس کے ماننے کی ہم کو توفیق دے۔ اور ہمارے سینہ کو اس پر ایمان لانے کے لئے کھول دے۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ پرماتما ضرور آپ کو غیبی نشانوں سے اس کی صداقت پر یقین دلا دیگا۔ اور اگر آپ یہ وعدہ کریں کہ سچائی کے کھلنے پر آپ اس نئے دعویٰ کو مان کر اپنے پیدا کرنے والے اور مالک سے صلح کر لیں گے تو آپ سچے دل سے میری طرف رجوع کریں۔ اور اپنی مشکلات کے لئے دعا کروائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی مشکلوں کو دور کریگا۔ اور مرادوں کو پورا کر دیگا مگر اسی دستور کے مطابق جو اس کا کرشن جی اور رامچندر جی کے وقت تھا۔ مگر شرط یہ ہوگی کہ پھر آپ دنیا کی محبت کو چھوڑ کر اس کے ساتھ تعلق پختہ کر لیں۔ اور اس کی آواز کو اپنے باقی دوستوں اور عزیزوں تک پہنچائیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی محبت کو پیدا کرنے کیلئے جو اس نے تدبیریں بتائی ہیں۔ ان پر عمل کر کے پرماتما کے سچے عاشق اور مخلص سیوک بن جائیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

ضلع گورداسپور

بورڈنگ تحریک جدید میں اپنے بچوں کو جلد داخل کیا جائے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے نونہالوں کا مستقبل شاندار بنانے کے لئے بورڈنگ تحریک جدید کا سال گذشتہ سے آغاز کیا ہوا ہے جس میں اس وقت ۷۶ طلبا داخل ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ دنیا طرح طرح کی گندگیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بچوں کے قلوب کو میلا کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس زہریلی فضا کے نتیجہ میں وہ بڑے ہو کر مذہب سے بالکل بیگانہ ہو جاتے۔ اور اپنے واحد مالک کے آستانہ پر سر جھکانے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ یہ امر ضروری ہے۔ کہ بچپن سے ہی ان کی تربیت کا خاص خیال رکھا جائے۔ اور چونکہ ان تمام خرابیوں کی بہترین اصلاح بچپن کے زمانے میں ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے وہ والدین جو اپنے بیٹوں کو بچپن کے زمانے سے ہی ان تمام بدیوں کے اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ نہایت سمجھدار اور دور اندیش ہوتے ہیں۔

ہماری جماعت کے لئے بھی آئندہ کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے بچوں کی تربیت کا خاص خیال رکھے۔ تا دشمن کا وار ان پر کوئی اثر نہ کر سکے۔ احباب کی خوش قسمتی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سال گذشتہ سے بورڈنگ تحریک جدید جاری کیا ہوا ہے جس میں عام سکول کی پڑھائی کے علاوہ دینی تعلیم خاص طور پر دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی کئی علوم و فنون سے انہیں واقفیت کرائی جائیگی لیکن خاص طور پر یہ بات مدنظر رکھی جائے گی کہ جس ڈیپارٹمنٹ کے قابل کوئی بچہ ہو۔ اسی ڈیپارٹمنٹ کے لئے لڑکے کو تیار کیا جائے۔ اس طرح انشاء اللہ تعالےٰ جو لڑکا کسی کام کو اچھی طرح کر سکیگا وہی کام اس کے سپرد کیا جائے گا۔ دوسرے کام پر لگا کر اس کا بے فائدہ وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ جو والدین اپنے بچوں کو اس بورڈنگ میں داخل کرانا چاہیں۔ انہیں ایک عہد نامہ لکھ کر دینا ہوگا۔ جس میں مندرجہ ذیل باتیں درج ہونگی۔

۱۔ وہ لڑکے کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کا دخل نہ دیں گے

۲۔ لڑکے کا خرچ ماہوار ادا کرتے رہیں گے۔ اور خرچ کے کلیۃً ذمہ دار ہوں گے۔

۳۔ کوئی سزا یا تعزیر طلباء کی طرف سے یا کسی کارکن کی طرف سے جب مقرر کی جائے، تو اس میں کسی قسم کا دخل نہ دیں گے۔

پس جو دوست اپنے بچوں کو اس بورڈنگ میں داخل کرانا چاہتے ہیں۔ جلدی کریں۔ کیونکہ اب نیا تعلیمی سال اپریل سے شروع ہو رہا ہے۔ اور اسی ماہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی جماعت بندی ہوگی۔ سال کے آخر میں بہت سی دقتیں ہوتی ہیں۔ لیکن اگر بچوں کو بورڈنگ میں ابھی سے داخل کرایا جائے۔ تو وہ آسانی سے جماعت کے ساتھ چل سکیں گے۔ اوسط خرچ ۱۲/۰ روپے سے لیکر ۱۵/۰ روپے ماہوار تک ہے جس میں فیس سکول اور بورڈنگ اور دیگر متفرق اخراجات وغیرہ سب شامل ہیں۔

جن دوستوں نے اپنے بچے پہلے ہی بورڈنگ تحریک جدید میں داخل کئے ہوئے ہیں۔ ان کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی قسم کا لباس اپنے بورڈر بچوں کے لئے نہ بنائیں۔ کیونکہ ان بچوں کے لئے ایک خاص وردی ہوگی۔ جو یہاں سے ہی بنوا کر انہیں دے دی جائے گی۔

(خاکسار سعید احمد۔ بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ تحریک جدید۔ قادیان)

درخواست دعا

میرے ایک دوست مرزا منور احمد صاحب احمدیہ سکول کی ساتویں کلاس کا امتحان جو نظارت تعلیم و تربیت کے ماتحت ہوتا ہے دینے والے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرما دیں۔ (صوفی محمد)

مبلغین احمدیت کے کارنامے

فلسطین میں ہمارے مبلّغ کے ساڑھے چار سال

(۳)

فلسطین ایک پہاڑی ملک ہے۔ پہاڑی لوگ عموماً تیز اور تندمزاج ہوتے ہیں۔ اور پھر اس پر طرفہ یہ ہے۔ کہ وہ عربی اور ترکی قوموں کی آماجگاہ ہے ان لوگوں کے لئے موت ایک آسان تر چیز ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلوار کا اٹھ جانا اور خنجر کا نکل آنا ایک آسان بات ہے۔ آئے دن وہاں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ کہ سربازار قتل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وہاں کے عام عقیدہ کے خلاف کوئی بات کہنی آسان بات نہیں۔ چنانچہ ۳۲ء کا ایک واقعہ میں حقیقت کو واضح کرنے کے لئے درج کر دیتا ہوں

بیت المقدس میں مفتی اعظم نے ایک اسلامی کانفرنس منعقد کی۔ اس میں شرکت کے لئے ہر ایک ملک کے نمائندے آئے۔ مصر سے بھی ایک تعداد شریک ہوئی۔ اس وقت صاحب الدولہ اسمٰعیل صدقی پاشا قلمدان وزارت سنبھالے ہوئے تھے۔ اسمٰعیل صدقی پاشا کے ایک خاص، قابل اعتماد دوست استاذ سلیمان فوزی ایڈیٹر اخبار "کشکول" بھی شریک ہوئے۔ وفدی پارٹی سے استاذ عبدالرحمٰن عزام شریک ہوئے۔ استاذ عزام نے کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے وفدی پارٹی کا ذکر کر دیا۔ مسجد اقصیٰ کے صحن میں کانفرنس ہو رہی تھی۔ فلسطین کے باشندے وفدی پارٹی سے گہری محبت رکھتے تھے۔ اس ذکر پر نعرہ ہائے مسرت بلند ہوئے۔ استاذ سلیمان فوزی جو وفدی پارٹی کے خلاف تھے اس اسلامی مجلس میں وفدی اور غیر وفدی تذکرے کو سن نہ سکے۔ انہوں نے اس رویہ کی مخالفت کی۔ مخالفت کی آواز ابھی پورے طور سے بلند بھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ مسجد اقصےٰ میں ایک شور بلند ہوا۔ ہر طرف سے آوازے اٹھے۔ اور بعض تلواریں میانوں سے نکل آئیں۔ اگر مفتی اعظم سلیمان فوزی کو منبر کے نیچے نہ چھپا لیتے۔ تو یقیناً ان کی گردن کٹ کر مسجد کے صحن میں جا پڑتی۔ منبر کے نیچے چھپے ہوئے انسان تک تلوار تو نہیں پہنچ سکتی تھی۔ مگر تھپے اور لاتیں تو چل سکتی تھیں سو وہ چلتی رہیں۔

اس ایک واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ وہ لوگ سیاسی اختلاف پر بھی ایک شخص کو قتل کر دینا بالکل آسان تر خیال کرتے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے مسجد اقصیٰ کی تقدیس کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ ایک شخص سے مذہبی اختلاف ہو۔ اور وہ بھی شدید۔ ایسی صورت میں جو کچھ بھی وہ کر گزریں تھوڑا ہے۔

اسی لحاظ سے ہمارے مبلغین کے متعلق یہ کہنا بیجا نہ ہوگا۔ کہ موت ان کے سروں سے ہر وقت کھیلتی رہتی ہے۔ اور دشمن ہر وقت ان کی تاک میں رہتے ہیں۔ صرف اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہی ان کی جان کی حفاظت کرتا ہے۔ اس شدید پرخطر ملک میں دشمنوں کی صفوں میں ہمارے مبلغین کا چلنا پھرنا اس شدید ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جو ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر حاصل ہے۔ اور یہی وہ ایمان ہے۔ جو ان لوگوں میں بھی سرایت کر رہا ہے۔ جو ان کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا رہے ہیں۔ اس امر کی بڑی دلیل

تحریک جدید میں شرکت ہے

تحریک جدید ایک ایسی تحریک ہے۔ جو بہت بڑی قربانی کا مطالبہ انسان سے کرتی ہے۔ اور یہ ایسی قربانی ہے۔ کہ جب تک انسان کے دل میں ایمان گھر نہ کرے وہ اس قربانی کے لئے تیار نہیں ہو سکتا سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ مسلمان مستقل مالی قربانی کی عادت کو بھول چکا ہے۔ اس قربانی کو از سر نو احمدیت نے زندہ کیا ہے۔

چنانچہ فلسطین اور دیگر بلاد عربیہ کے احمدی مسلمانوں میں بھی اب یہی روح نشو و نما پا رہی ہے وہ اب اپنے نفس پر دین کی ہر ایک بات کو مقدم کرتے ہیں۔ چنانچہ تحریک جدید کے چندوں میں انکا حصہ لینا اس امر کی کھلی دلیل ہے۔ کہ عرب احمدی ہندوستانی احمدی کے پہلو بہ پہلو چلنے کے قابل ہو گیا ہے۔ اور یہ مقام ہمارے مبلغین کی تربیت و محنت کے نتیجے میں ہی حاصل ہوا ہے۔

انصاراللہ

مالی قربانی کر دینا بھی کوئی بات نہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ ان لوگوں نے اس نور کو خود اس حد تک سمجھ لیا ہے۔ کہ اب وہ دوسروں تک بھی اسے بآسانی پہنچا سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے اپنے وقت کی قربانی کر دینا بھی ان کو بہت آسان نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس تربیت کے نتیجے میں انہوں نے ہندوستانی احمدیوں کے طریق پر انصاراللہ کی انجمنیں بنا کر قائم کر دیں۔ اور ممبران انصاراللہ اپنے مقررہ نظام کے ماتحت ارد گرد کے دیہات میں تبلیغ کے لئے نکل جاتے ہیں۔ اور اس طرح اس پیغام آسمانی کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں

مبلغین کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کام وہاں نہایت ہی عمدگی اور باقاعدگی سے ہوتا ہے یہ بات اچھی طرح سے تجربہ میں آچکی ہے۔ کہ جیسے انجن کا اثر گاڑیوں پر ہوتا ہے۔ ویسے ہی امام کا اس کی جماعت پر ہوتا ہے۔ مبلغین بیرونی جماعتوں میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے نمائندے ہوتے ہیں۔ اگر خود ان کے اندر سستی ہو تو جماعت سست ہو جائیگی۔ اور اگر ان کے اندر احساس عمل ہو تو جماعت میں بھی احساس عمل ہوگا۔ چنانچہ انصاراللہ کا قیام اور ان کا مفید کام بھی مبلغ کی حساس روح کا پتہ دیتا ہے۔

ایک لطیف بات

حیفا، ناصرہ کے قریب ہی ہے۔ ناصرہ سے حیفا کو سیدھا راستہ جاتا ہے۔ ناصرہ میں حضرت مسیحؑ پیدا ہوئے جس کی وجہ سے وہ ناصری کہلائے۔ ناصرہ کے رہنے والے مسیحؑ نے بیت المقدس میں آکر من انصاری الی اللہ کا مطالبہ کیا۔ زیتون کے پہاڑ کے دامن میں رہنے والے ماہی گیروں نے اس آواز پر لبیک کہی۔

انیس سو سال کے بعد جبل کرمل پھر ایک دفعہ من انصاری الی اللہ کی آواز گونجی۔ جسکا جواب کبابیر اور اس کے گرد و نواح کے غریب سنگ تراشوں اور مزدوروں نے

نحن انصار اللہ

کے پرکیف و پُر وجد نغمہ میں دیا۔ یہاں اور وہاں فرق اس قدر تھا۔ کہ وہاں مسیحؑ خود بول رہا تھا۔ اور یہاں مسیح کا ایک خادم آواز دے رہا تھا۔ وہاں بھی غریب ماہی گیر لوگ مسیح کا دامن تھامے ہوئے تھے اور یہاں بھی دنیا کی نگاہ میں

کمزور اور مزدور

لوگ ہیں۔ جو گاؤں گاؤں۔ اور قریہ قریہ پہاڑوں میں اور ان کی وادیوں میں۔ الغرض ہر جگہ اس امر کی منادی کر رہے ہیں۔ کہ آنیوالا مسیح دو زرد چادروں میں ملبوس ہو کر آگیا ہے۔ اور دیکھو زمین کی طاقتیں ہلا دی گئی ہیں۔ قوم قوم پر چڑھ رہی ہے۔ اور ملک ملک کے خلاف ہو رہا ہے بیمار اچھے ہو رہے ہیں۔ اندھوں کو بینائی۔ اور لولے لنگڑوں کو ہاتھ اور پاؤں دئے گئے۔ ابرص اچھے ہو رہے ہیں۔ پہاڑوں میں گونج ہے۔ وادیوں میں شور ہے۔

مبلغین سمندروں کے پیچھے پھیر کر ادھر سے ادھر جا رہے ہیں

اور دیکھو

انیس سو سال کے بعد پھر فلسطین کی وادی میں

من انصاری الی اللہ

کی آواز سنائی دی گئی۔ دیکھو سنو قوموں میں ایک شور ہے۔ ہر ایک قوم نیند سے اس طرح بیدار ہو رہی ہے۔ گویا کہ

عالم حشر

ہے۔ اور ایک زلزلہ ہے۔ قبریں پھٹ رہی ہیں۔ اور صدیوں کے مردے شہروں میں آ رہے ہیں۔ جو گذشتہ نوشتوں کے متعلق گواہی دے رہے ہیں۔

الغرض

گذشتہ زمانے کی یاد پھر تازہ ہو رہی ہے یہی نہیں کہ انصار اللہ کے قیام سے ایک خاص جماعت تبلیغ کے لئے پیدا ہو گئی۔ بلکہ ہر ایک احمدی میں تبلیغ کا اپنے اپنے رنگ میں جوش ہے۔ اور وہ بھی ہندوستانی احمدیوں کی طرح

یوم تبلیغ

کو اپنے اپنے کاروبار بند کر کے سارا سارا دن تبلیغ کرتے ہیں۔ یہ حیرت انگیز تبدیلی مبلغ کی زبردست سعی کا نتیجہ ہے۔

یہ اندرونی تنظیم اور تبلیغ کا کام ہے جو ہمارے مبلغ نے کیا۔

مبلغ کی زندگی ایک عجیب قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ کہیں وہ غیروں میں مبلغ ہوتا ہے۔ اور کہیں اپنوں میں مربی ہوتا ہے۔ اور کہیں دشمنوں کے مقابل میں صف شکن ہوتا ہے۔ اور کہیں اپنے قلعوں کی تعمیر میں بطور معمار کے ہوتا ہے اس کے کاموں کی مختلف نوعیتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہمارے مبلغ جو بلاد عربیہ میں جاتے ہیں۔ ان کو اس امر کا خاص احساس ہوتا ہے۔ کہ وہ اس قدر عربی زبان میں مقدرت حاصل کریں۔ کہ جس سے کسی شخص کو خواہ وہ کتنا بڑا اہل لسان ہو۔ اعتراض کرنے کا موقع میسر نہ آ سکے۔ چنانچہ اندرونی اصلاح تربیت اور بیرونی حملوں سے کچھ وقت بچا کر مطالعہ اور درس و تدریس کے کام کو بھی جاری رکھتے ہیں۔

عبرانی کی تعلیم

مولانا ابو العطاء نے اس سے بھی ایک قدم اور آگے رکھا۔ فلسطین میں یہودی اور عیسائی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سو مولانا نے انہیں تبلیغ کے نقطہ خیال سے یہ ضروری خیال کیا۔ کہ اس زبان کی تکمیل و تحصیل کی جائے۔ جو حضرت مسیحؑ کی اپنی زبان تھی۔ تاکہ پرانے نوشتوں کو ان کی اصلی زبان میں سمجھا جا سکے۔ اور یہودی قوم کو ان کی زبان میں پیغام دعوت دیا جا سکے۔ الغرض اس کے لئے بعض یہودی معلموں کو تنخواہ دیکر مولانا نے عبرانی زبان سیکھی۔ اور اس پر کافی عبور حاصل کیا۔

ایک عظیم الشان کام

فلسطین کی جماعت کی مرکز سے ہمیشہ کی وابستگی کے لئے ہمارے مبلغ نے ایک شاندار کام کیا۔ اور وہ یہ کہ ایک بہت بڑا قطعہ زمین وہاں کی جماعت سے لیکر صدر انجمن احمدیہ کے نام وقف کرا دیا۔ آج اس کام کی قیمت ممکن ہے۔ کہ اتنی نہ سمجھی جائے لیکن وقت آئیگا۔ کہ یہ عظیم الشان کام اپنی اہمیت کو خود ظاہر کر دیگا۔ اس ایک کام کی وجہ سے وہاں کی جماعتوں کو مرکز کے ساتھ شدید وابستگی رہے گی۔

جماعت کو رجسٹرڈ کرانے کی مساعی

ہمارے مبلغ نے اس عرصہ میں یہ بھی سعی کی۔ کہ جماعت احمدیہ فلسطین کو سرکاری کاغذات میں رجسٹرڈ کرا کر ایک مسلمہ حیثیت دے لیں۔ اس کام میں بہت سی مشکلات تھیں۔ مگر اللہ تعالے کا فضل ان کے شامل حال رہا ہے اور جماعت کو سرکاری حلقوں میں ایک مسلمہ جماعت تسلیم کر لیا گیا ہے۔ اس طریق سے ایک نہایت ہی مقدس کام کو گذشتہ ساڑھے چار سال کے عرصے میں سر انجام دیا گیا۔

جماعت کا بیج فلسطین، شام، عراق، مشرق اردن اور مصر اور سوڈان تک پھیل گیا ہے۔ اور پھیل رہا ہے۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے پودے بڑھ رہے ہیں۔ اور ترقی حاصل کر رہے ہیں۔ وقت آنے پر وہ بہت بڑے تن آور درخت بن جائیں گے مولانا ابو العطاء کی سعی اور کوشش قابل قدر ہے اللہ تعالے ان کو مزید اور اس سے بھی بڑھ کر خدمات کا موقع دے۔

میں نے اس مضمون میں کسی مبالغہ سے کام نہیں لیا۔ نہایت سادگی سے ایک مجاہد بھائی کی خدمات کو اس لئے بیان کر دیا ہے۔ کہ آنیوالوں کے لئے تاریخ اور موجودہ نسل کے لئے محرک دعا ہو سکے۔ ہر ایک مبلغ کی مجہودات اسی طرح قابل قدر ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ہم ان کی خدمات کو پبلک میں لانے کے فرض سے غافل ہیں۔ اللہ تعالے توفیق دے کہ ہم دوسرے مبلغین کی خدمات کو بھی پبلک کر سکیں۔

وما توفیقی الا باللہ

(محمود احمد عرفانی)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۳/۳/۳۶ بروز سوموار بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خطبہ نکاح برادرم مرزا محمد اشرف صاحب ولد مرزا محمد افضل بیگ صاحب مالک نسیم میڈیکل ہال قادیان بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر نور جہاں بیگم بنت سردار مرزا عمر حیات خاں صاحب صوبیدار ساکن بنوں پڑھا اللہ تعالے جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین ثم آمین

(خاکسار مرزا محمد ارشد بیگ قادیان)

پچیس فاروق نصف قیمت میں

فاروق کی اپیل کے جواب میں میرے ایک قدیمی محسن و ہمدرد نے مبلغ پچاس روپیہ بوساطت ناظر صاحب بیت المال فاروق کی امداد میں ارسال فرمائے ہیں۔ مگر اظہار نام کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالے ان کو اس کی جزائے خیر دارین میں عطا فرمائے۔ آمین

میں اس عطیہ سے پچیس فاروق ایسے کم استطاعت احمدیوں کے نام جاری کرنا چاہتا ہوں جو اخبار کے شائق ہوں۔ اور نصف قیمت اخبار مبلغ دو روپیہ پیشگی ارسال فرما دیں۔ فاروق کی سالانہ قیمت عام چار روپیہ ہے۔ پس جو دوست واقعی اپنے آپ کو مستحق سمجھتے ہوں۔ وہ دو روپیہ نصف قیمت بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ یا وی پی کی اجازت دیں۔ جس پر ۵/ آنے زائد خرچ ہو سکے۔ تا اخبار فاروق ایک سال کے لئے انکے نام جاری کر دیا جائے۔ درخواست خریداری ذیل کے پتہ پر بھیجنی چاہیئے۔

مینجر اخبار فاروق قادیان ضلع گورداسپور

۲۶ر مئی ۳۶ء کو الحکم کا خاص نمبر شائع ہوگا

۲۶ر مئی کی تاریخ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں ایک یوم انقلاب ہے۔ جبکہ خدا تعالٰے کے برگزیدہ نبی نے خدا کی وحی کے مطابق رفیع الی اللہ کا مقام پایا۔ ایسی عظیم الشان ہستیوں کی زندگی کے ایسے انقلابی ایام ان کی جماعتوں اور سلسلوں میں زندگی اور کامیابیوں کی روح پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس مقصد کو مدنظر رکھ کر میں الحکم کا خاص نمبر شائع کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ اس کی ۵ ہزار کاپیوں کی اشاعت کا انتظام قبل از وقت ہو جائے۔ اس کے لئے میں

۵۰ محبان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پکارتا ہوں

کہ وہ ایک ایک سو کاپی یا کم از کم دس دس کاپی لے کر تقسیم کریں۔ یہ خاص نمبر پورے چالیس صفحات پر شائع ہوگا۔ جس میں اول سے آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت۔ صداقت اور کارناموں کا ذکر ہوگا۔ سو کاپی کے خریدار کو ۱۲ؔ فی سینکڑہ کے حساب سے دیا جائیگا۔ اور ایک کاپی کی قیمت چار آنہ ہوگی۔ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور فدائی خدام جلد سے جلد اپنے نام دیں گے۔ جو اس نمبر کی اشاعت کا موجب ہو سکے۔ میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ آپ میرے ساتھ تعاون کریں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو

(خاکسار عرفانی)

حضرت مسیح موعودؑ کے مکتوبات اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہو گئی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے۔

پہلے نمبر میں۔ حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب مدراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

دوسرے نمبر میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

تیسرے نمبر میں حضرت چوہدری رستم علی خاں صاحب رضی اللہ عنہ کے نام مکتوب ہیں۔

چوتھے نمبر میں نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ تعالیٰ کے نام مکتوب ہیں۔

اس سلسلہ کے ہر نمبر کی قیمت سردست ایک روپیہ ہے۔ لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ جائے گی تو قیمت نصف کر دی جائے گی۔

تھوڑی جلدیں شائع ہوئی ہیں احباب جلد منگوا لیں

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار الحکم قادیان

مشاہدات عرفانی

یعنی ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلاد اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپنے مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلدوں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے۔ نکتہ رس اور غور کن دماغ سے کام لیکر ان ملکوں میں آنکھ کے مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگیگا۔ کہ قعر مذلت سے نکل کر بام رفعت تک کیونکر پہنچ سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہوگا۔ ہر مقام اور شہر میں جہاں مصنف گیا ہے معمولی نظر سے نہیں۔ بلکہ شوق افزا صورت میں واقعات تاریخ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔

مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے نشو و نما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہئے

قیمت فی جلد دو روپے آٹھ آنے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار الحکم قادیان

(پنجاب)

بلا اپریشن موتیا بند دور

کون نہیں جانتا کہ موتیا بند کی بیماری بہت موذی مرض ہوتی ہے۔ اس بیماری میں کئی سال تک پانی کے پکنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔ تاکہ اپریشن کرایا جا سکے۔

اس لمبے انتظار کے بعد اگر اپریشن درست ہوا۔ تو آنکھیں دیکھنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ذرا کوئی نقص رہ گیا۔ تو آنکھیں ساری عمر کے لئے مصیبت بن جاتی ہیں۔

نیز بنی ہوئی آنکھیں بھی اکثر جلن یا دھندلاپن یا ڈیلوں کے درد کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان سب مرضوں کے لئے اور خاص طور پر موتیا بند بغیر اپریشن کے اچھا کرنے کے لئے سالہا سال کے تجربہ کے بعد یہ دوائی جڑی بوٹیوں سے تیار کی گئی ہے۔ چند روز میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔

قیمت فی شیشی۔ ایک روپیہ چار آنہ
تین شیشیوں کا سٹ۔ تین روپے
خرچہ وی۔پی و پیکنگ بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

آنکھوں کا ہسپتال قادیان

(پنجاب)

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع ...... قادیان سے شائع ہوا